حکومت پاکستان کے نظامِ زکوٰۃ اور بینکوں میں زکوٰۃ کی کٹوتی پر علماء کی آراء کا جائزہ

Government of Pakistan's System of Zakat and its Deduction in Banks: A review of the views of Religious Scholars

*ڈاکٹر احمد رضا

استاذ شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

**ڈاکٹر سید وحید احمد

استاذ دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ABSTRACT

Zakat is the most important religious duty. It is a part of Islam, so it has the status of worship. Zakat is obligatory once a year for every Muslim who has a syllabus. Full details of the syllabus of Zakat are available in books of Hadith and Fiqh. One of the current forms of Zakat syllabus is currency note. Currency is very important in the current era. No matter how much currency each person has, it is not safe at home. Therefore, this currency is kept in banks for security purposes to ensure its safety and security. The account holder is satisfied that his currency is not only safe in the bank but also in case of loss of the bank he will get the full amount. So he deposits his money in the bank for the same satisfaction. A significant number of people in Pakistan keep their wealth in the bank. Every year on the first day of the month of Ramadan, the government of Pakistan collects Zakat from the wealth of the people in the banks and collects it from them in a certain way. This article examines the views of scholars on the system of Zakat of the Government of Pakistan and the reduction of Zakat in banks and gives suggestions for improvement.

Key words: Zakat, Deduction, Banks, Views, Religious Scholars

موضوع کا تعارف

زکوٰۃ اہم ترین دینی فریضہ ہے۔ چونکہ اس کا شمار ارکان اسلام میں ہوتا ہے اس لیے یہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ زکوٰۃ ہر صاحب نصاب مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہوتی ہے۔ زکوٰۃ کے نصاب کی مکمل تفصیل کتب احادیث اور فقہ میں موجود ہے۔ زکوٰۃ کے نصاب کی موجودہ دور میں ایک شکل کرنسی نوٹ ہے۔ کرنسی کو موجودہ دور میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ہر شخص کے پاس جتنی بھی کرنسی ہوتی ہے وہ گھر میں محفوظ نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ کرنسی بینکوں میں حفاظت کی غرض سے رکھی جاتی ہے تاکہ اس کی حفاظت اور ضمانت یقینی ہو جائے۔ اکاؤنٹ ہولڈر کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ اس کی کرنسی بینک میں نہ صرف محفوظ ہے بلکہ بینک کے نقصان کی صورت میں بھی اسے اس کی رقم پوری پوری مل جائے گی۔ چنانچہ وہ اسی اطمینان کے سبب اپنی رقم بینک میں جمع کراتا ہے۔ پاکستان میں لوگوں کی خاصی بڑی تعداد اپنی دولت بینک میں رکھتے ہیں۔ حکومت پاکستان ہر سال ماہ

رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو بینکوں میں عوام کی دولت سے ڈھائی فی صد زکوٰۃ وصول کرتی ہے اور ایک متعین طریقے سے اسے اپنے پاس جمع کر لیتی۔ مقالہ ہذا میں حکومت پاکستان کے نظامِ زکوٰۃ اور بینکوں میں زکوٰۃ کی کٹوتی پر علماء کی آراء کا جائزہ لیا گیا ہے اور بہتری کے لیے تجاویز دی گئی ہیں۔

پاکستان میں زکوٰۃ کی وصولی کا حکومتی طریقہ کار

وفاقی وزارت مذہبی امور کے متعین کردہ نظام کے مطابق ہر سال یکم رمضان المبارک کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ماتحت تمام بینک اپنے کھاتے داروں کے اکاؤنٹس سے زکوٰۃ کی کٹوتی کرتے ہیں۔ بینک صرف ان کھاتوں سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں جو نصاب زکوٰۃ کی حد کو پہنچتے ہیں۔ بینک نصاب سے کم پر زکوٰۃ کی کٹوتی نہیں کرتے۔ یہ بینک تمام وصول شدہ رقم اسٹیٹ بینک آف پاکستان کو جمع کراتے ہیں۔ بعد ازاں اسٹیٹ بینک آف پاکستان وفاقی زکوٰۃ انتظامیہ کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیتا ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت زکوٰۃ کی وصولی عمل میں آتی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

وصولیوں کی مدات

مرکزی زکوٰۃ فنڈ (Central Account No. 8-CZF) میں درج ذیل پانچ بڑی مدات سے رقوم آتی ہیں:

1. مالیاتی اداروں سے کٹوتی شدہ زکوٰۃ
2. رضاکارانہ طور پر دی ہوئی زکوٰۃ
3. صوبائی زکوٰۃ فنڈوں سے منتقلیاں
4. اسلام آباد دارالحکومت کے علاقہ کے مقامی زکوٰۃ فنڈوں سے منتقلیاں
5. گرانٹ، عطیات اور دوسری وصولیاں

زکوٰۃ اکاؤنٹ (کوڈ ۱۰۰)

وفاقی حکومت کے وضع شدہ نظام کے مطابق مالیاتی اداروں سے کٹوتی شدہ زکوٰۃ مندرجہ ذیل گیارہ اقسام کے اثاثوں سے وصول شدہ رقوم پر مشتمل ہو تی ہے اور اس کی حسب ذیل مخصوص ذیلی مدّات ہوتی ہیں:

1. **سیونگ بینک اور ایسے ہی دوسرے حسابات (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۱)**

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو سیونگ بینک حسابات سے، جن میں نفع یا نقصان کے شراکتی کھاتے بھی شامل ہوں گے، اور ایسے ہی دوسرے کھاتوں خواہ وہ کسی بھی نام سے موسوم ہوں (ماسوائے ان حسابات کے جو غیر ملکی کرنسی میں رکھے گئے ہوں) لازماً کاٹی جائے گی، جو حسابات پاکستان میں کام کرنے والے بینکوں، ڈاکخانوں، قومی بچت کے مرکزوں اور مالیاتی اداروں کے پاس ہوں، جو ایسے حسابات رکھتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے گا۔

2. **نوٹس ڈیپازٹ کی رسیدیں اور حسابات اور ایسی ہی دوسری رسیدیں اور حسابات (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۲)**

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو نوٹس ڈیپازٹ رسیدوں اور حسابات سے، جن میں نفع و نقصان کے شراکتی کھاتے بھی شامل ہوں گے، اور ایسی دوسری رسیدیں اور حسابات سے، خواہ وہ کسی بھی نام سے موسوم ہوں (ماسوائے ان حسابات کے جو غیر ملکی کرنسی میں رکھے گئے ہوں) حکماً کاٹی گئی ہو اور جو رسیدیں اور حسابات پاکستان میں کام کرنے والے بینکوں، ڈاکخانوں، قومی بچت کے مرکزی اور مالیاتی اداروں کے پاس ہوں گی جو ایسی رسیدیں اور حسابات رکھتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے گا۔

3. فکسڈ ڈیپازٹ رسیدیں اور حسابات اور ایسی ہی دوسری رسیدیں اور حسابات (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۳)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو فکسڈ ڈیپازٹ رسیدوں اور حسابات سے جن میں نفع و نقصان کے شراکتی کھاتے شامل ہیں، اور ایسی ہی دوسری رسیدیں اور حسابات (ماسوائے ان رسیدوں اور حسابات کے جو غیر ملکی کرنسی میں رکھے گئے ہوں) اور سرٹیفکیٹ (مثلاً خاص ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ) خواہ وہ کسی بھی نام سے موسوم ہوں، سے حکماً کاٹی گئی ہو اور جو رسیدیں، حسابات اور سرٹیفکیٹ پاکستان میں کام کرنے والے بینکوں، ڈاکخانوں، قومی بچت کے مرکزوں اور مالیاتی اداروں نے جاری کئے ہوں یا ان کے پاس رکھے ہوں اور جن پر ان کے مالک کو آمدن وقتاً فوقتاً واجب الوصول ہو یا واجب الادا ہونے یا بھنوانے سے پہلے وصول کر لی گئی ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی ہو تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے گا۔

4. سیونگ سرٹیفکیٹ اور ایسے ہی دوسرے سرٹیفکیٹ اور حسابات (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۴)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو سیونگ ڈیپازٹ سرٹیفکیٹوں، رسیدوں اور حسابات سے، خواہ وہ کسی بھی نام سے موسوم ہوں حکماً کاٹی گئی ہو اور جو رسیدوں، سرٹیفکیٹ اور حسابات پاکستان میں کام کرنے والے بینکوں، ڈاکخانوں، قومی بچت کے مرکزوں، مالیاتی اداروں، کمپنیوں اور کارپوریشنوں نے جاری کئے ہوں یا ان کے پاس رکھے ہوں، اور جن کے ملکوں کو آمدن صرف واجب الادا ہونے یا بھنوانے پر ہی مل سکتی ہو، اور اسی وقت وصول کی گئی ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر ہو گا۔

5. نیشنل انوسٹمنٹ (یونٹ) ٹرسٹ کے یونٹ (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۵)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو نیشنل انوسٹمنٹ (یونٹ) ٹرسٹ کے یونٹوں سے حکماً کٹی ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر ہو گا۔

6. آئی۔ سی۔ پی میوچل فنڈ سرٹیفکیٹ (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۶)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو آئی۔ سی۔ پی میوچل فنڈ سرٹیفکیٹوں پر سے حکماً کٹی ہو اور اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس ہوئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر ہو گا۔

7. سرکاری تمسکات (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۷)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو سرکاری تمسکات سے (انعامی بانڈ اور ذیلی پیرا (۳) اور (۴) میں مذکور سرٹیفکیٹوں کے علاوہ) حکماً کٹی ہو اور جن پر آمدن وقتاً فوقتاً مل سکتی ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے گا۔

8. تمسکات بشمول حصص اور ڈی بنچرز (Debentures) (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۸)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو تمسکات بشمول کمپنیوں اور کارپوریشنوں کے حصص اور ڈی بنچرز سے (ماسوائے ان کے جو کسی کمپنی یا کارپوریشن کے نام پر ہوں یا وہ اثاثے جو مندرجہ بالا نمبر شمار (۵)، (۶) اور (۷) میں مذکور ہیں) حکماً کاٹی گئی ہو اور جن پر آمدن وقتاً فوقتاً یا بصورت دیگر واجب الادا ہو اور ادا بھی ہوئی ہو اور اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے گا۔

9. سالیانے (Annuities) (اکاؤنٹ کوڈ ۱۰۹)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو سالیانوں سے حکماً کٹی ہو گی۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے

گا۔

10. زندگی کی بیمہ پالیسیاں (اکاؤنٹ کوڈ ۱۱۰)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو زندگی کی بیمہ پالیسیوں سے حکماً کاٹی گئی ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے گا۔

11. پراویڈنٹ فنڈ کے بقایاجات (اکاؤنٹ کوڈ ۱۱۱)

اس مد میں وہ زکوٰۃ جمع کی جائے گی جو پراویڈنٹ فنڈوں سے حکماً کٹی ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رقم واپس کی گئی تو اس کا اندراج منفی وصولی کے طور پر کیا جائے گا۔[۱]

زکوٰۃ کٹوتی کی کنٹرولنگ ایجنسیاں

حکماً کاٹی ہوئی زکوٰۃ کی رقوم زکوٰۃ کی کٹوتی کی کنٹرولنگ ایجنسیوں سے آئیں گی جن کی درجہ بندی یوں ہے:

(1) بینک

اس زمرے میں درج ذیل قسم کے بینک شامل ہیں:

(الف) اسٹیٹ بینک آف پاکستان

(ب) قومیائے ہوئے شیڈولڈ بینک

(ج) غیر ملکی بینک

(د) کوآپریٹو بینک

(2) ڈاکخانے

(3) قومی بچت کے مراکز

(4) خاص مالی ادارے

اس زمرے میں اس قسم کے مالی ادارے شامل ہیں:

(الف) پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن

(ب) انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک آف پاکستان

(ج) ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک آف پاکستان

(د) نیشنل ڈویلپمنٹ فنانس کارپوریشن

(ھ) ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن

(ر) بینکرز ایکوئٹی لمیٹڈ، اور

(ز) سمال بزنس فنانس کارپوریشن

(5) سرمایہ کاری کے اور متفرق ادارے

اس زمرے میں سرمایہ کاری کے اور متفرق ادارے شامل ہیں:

(الف) نیشنل انوسٹمنٹ (یونٹ) ٹرسٹ لمیٹڈ (NIT)

(ب) انوسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان (ICP)

(ج) اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن

(6) کمپنیاں

اس زمرے میں وہ تمام کمپنیاں شامل ہیں جو کمپنیز ایکٹ ۱۹۱۳ء کے تحت رجسٹر کی گئی ہوں۔

(7) پراویڈنٹ فنڈز رکھنے والی زکوٰۃ کٹوتی کی کنٹرولنگ ایجنسیاں

اس زمرے میں وہ تمام تجارتی، سرکاری اور نیم سرکاری تنظیمیں اور ادارے شامل ہوں گے جو اپنے ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ کا حساب کتاب رکھتے ہوں۔

نصابِ زکوٰۃ کا اعلان شعبان کے ماہ میں وفاقی وزارت مذہبی امور کرتی ہے۔ یکم رمضان المبارک میں یہ تمام ایجنسیاں ملکی، صوبائی اور ضلعی سطح پر نصاب کے مطابق زکوٰۃ کی کٹوتی کر لیتی ہیں اور متعلقہ اکاؤنٹس میں منتقل کرنے کے بعد اس کی رپورٹ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کو کر دیتے ہیں۔ پاکستان کے مروجہ نظام زکوٰۃ میں بینک کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ، وزارت مذہبی امور اور وزارت خزانہ زکوٰۃ کا نظام وضع کرتے ہیں۔ بینکوں اور ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں کو ہدایت جاری کرتی ہیں جن کی بنا پر زکوٰۃ کی وصولی، کٹوتی اور تقسیم کا عمل بینکوں کے ذریعہ عمل میں لایا جاتا ہے۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے بینکوں اور ایجنسوں کی تعداد ساڑھے تین سو سے زائد ہے ۔ پاکستان میں نظام زکوٰۃ کے سلسلے میں بینک اور دیگر مالیاتی ادارے جن کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کنٹرول کرتا ہے زکوٰۃ کی وصولی اور کٹوتی میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ اثاثے

- غیر مسلم کے اثاثوں سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جاتی اس کو ثبوت کے طور پر اپنا تحریری حلفیہ بیان جمع کروانا ہو گا۔
- غیر ملکیوں کے اثاثوں سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جاتی اس کو ثبوت کے طور پر اپنے پاسپورٹ کی مصدقہ نقل دینا ہو گی۔
- غیر مسلم / غیر پاکستانی کمپنیوں سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جاتی اس کو ثبوت کے طور پر تحریری حلف نامہ جمع کروانا ہو گا۔
- ایمان اور فقہ کی رو سے استثناء حاصل کرنے والوں کے اثاثوں سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جائے گی۔
- صاحبِ نصاب کی تعریف میں نہ آنے والے اشخاص کے اثاثوں سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جاتی۔
- منجمد اثاثوں سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جاتی۔
- جو شخص زندہ نہیں اس کے اثاثوں سے زکوٰۃ نہیں کاٹی جائے گی۔ [۳]

زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ کھاتے

- کرنٹ اکاؤنٹ
- وفاقی حکومت، صوبائی حکومت اور لوکل اتھارٹی سے فنڈز
- وہ کارپوریشن، کمپنی یا دوسرا کاروباری ادارہ جو مکمل طور پر بلاواسطہ یا بالواسطہ وفاقی حکومت، کسی صوبائی حکومت، کسی لوکل اتھارٹی کی

ملکیت ہو۔

- مسجد اکاؤنٹ
- زکوٰۃ وعشر فنڈ
- غیر پاکستانی کا اکاؤنٹ
- یتیم خانہ
- دینی مدارس
- PLS اکاؤنٹ میں اصل رقم اور منافع دونوں پر زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے۔
- غیر مسلم کا اکاؤنٹ
- افواج پاکستان بشمول شہری مسلح افواج کا کوئی یونٹ فنڈ
- مقدمہ میں کسی فریق کی رقم جو کسی عدالت کے پاس یا اس کے احکام کے تحت مقدمہ کا فیصلہ ہونے تک رکھی ہوئی ہو۔
- تعلیمی ادارے: تعلیمی بورڈ، اسکول، کالج، یونیورسٹی
- ورکرز پارٹی سپیشن فنڈ
- نیشنل انویسٹمنٹ ٹرسٹ (NIT)
- کوئی ادارہ، فنڈ، ٹرسٹ، وقف یا سوسائٹی
- انویسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان
- فقہ جعفری یا فقہ حنفی اگر بیان دے دے تو اس کے اکاؤنٹ سے بھی زکوٰۃ نہیں کاٹی جاتی۔
- فکسڈ ڈپازٹ پر میچور ہونے کے بعد زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے مثلاً اگر وہ پانچ سال کے لیے فکسڈ ہے تو صرف اصل رقم پر زکوٰۃ کاٹ کر مینبرانچ کو بھیج دی جاتی ہے۔
- قادیانی / احمدی کا اکاؤنٹ۔

درج بالا ان کھاتوں کو بیان کر دیا گیا ہے جو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنٰی ہیں۔

بینکوں میں زکوٰۃ کی کٹوتی کے سلسلے میں علمائے کرام کی آراء

بینکوں میں زکوٰۃ کی کٹوتی سے متعلق اموال ظاہرہ وباطنہ کی بحث علمائے کرام کے نزدیک بہت اہم ہے۔ فقہانے ان اموال کی تفصیل یہ بیان کی ہے:

اموال ظاہرہ

گائے، بکری، اونٹ، مال تجارت اور زمین کی پیداوار۔

اموال باطنہ

سونا، چاندی، اور کرنسی نوٹ۔

بینک اکاؤنٹ اور دوسرے مالیاتی اداروں سے زکوۃ منہا کرنے پر ایک علمی اشکال یہ ہے کہ فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق حکومت کو اموال ظاہرہ سے زکوۃ وصول کرنے کا حق ہوتا ہے اموال باطنہ سے نہیں۔ عام طور پر فقہاءؒ نے مفت چراگاہوں میں چرنے والے مویشیوں، کھیتوں، اور باغات کی پیداوار اور اس مال تجارت کو جو شہر سے باہر لے جایا جارہا ہو اموال ظاہرہ میں شمار کیا ہے۔ نقدی زیورات وغیرہ باقی تمام قابل زکوۃ اموال کو اموال باطنہ قرار دیا ہے۔ بینک اکاؤنٹس چونکہ بصورت نقد ہوتے ہیں اس لئے علمی طور پر یہ سوال قابل غور ہے کہ حکومت ان سے زکوۃ وصول کرنے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے لے لیے علمائے کرام کی آراء کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

اموال ظاہرہ اور باطنہ پر زکوۃ کے وجوب سے متعلق علامہ ابن عابدین شامی کی رائے

ظالم بادشاہ نے جب صدقات وصول کر لئے تو ایک قول یہ ہے کہ جب دینے والے نے صدقات کی ادائیگی کی نیت کر لی تھی تو اس کو دوبارہ زکواۃ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ ظالم سلطان کے اوپر لوگوں کے اس قدر حقوق ہیں کہ اس کے پاس جتنا بھی مال ہے وہ لوگوں کا ہے اور وہ حقیقت میں فقیر ہے اور بعض فقہاء نے کہا ہے کہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ دوبارہ زکوۃ ادا کرے امام جعفر طحاوی نے کہا ہے کہ سلطان کو صدقات وصول کرنے کی ولایت حاصل ہے لہذا صدقہ دینے والوں سے زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔ خواہ سلطان ان صدقات کو اپنے عمل میں نہ رکھے اس کا وصول کرنا باطل نہیں ہو گا اس پر یہ فتویٰ دیا گیا ہے لیکن یہ حکم اموال ظاہرہ کہ صدقات میں ہے اگر سلطان نے سخت مطالبہ کرکے اموال باطنہ سے زکواۃ وصول کی ہے اور دینے والے نے زکوۃ کی نیت کر لی مشائخ متاخرین کے نزدیک یہ بھی جائز ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ظالم سلطان کے لئے اموال باطنہ سے زکوۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے اس لئے اس کو دوبارہ دینی ہو گی۔ [٤]

مولانا کوثر نیازی کی رائے

مولانا کوثر نیازی نے کہا ہے کہ بینکوں کے ذریعہ زکوۃ کی کٹوتی کا نظام ناقص ہے اور شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ اس لیے اسلامی نظریاتی کونسل اپنی آئینی تشکیل مکمل ہوتے ہی اپنے پہلے اجلاس میں اس پر غور کرے گی۔ میں خود یہ محسوس کرتا ہوں کہ بینکوں میں زکوۃ کی کٹوتی کا نظام ناقص ہے اور شریعت کے مطابق نہیں، نیز زکوۃ کو سوسائٹی میں مستقل فقیر بنانے میں استعمال کیا جارہا ہے اور اس کو کسی ایسے اجتماعی یا مستقل فلاح منصوبے کے لیے استعمال نہیں کیا جارہا جس سے بیواؤں، یتیموں اور غرباء کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا موقع فراہم کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ اس پر بھی کونسل اپنی سفارشات مرتب کرے گی۔ [٥]

مولانا شاہ احمد نورانی کی رائے

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ فلاحی ریاست کا تذکرہ حکمرانوں کے بیانات میں تو ملتا ہے لیکن عملاً اس کا کہیں وجود نہیں۔ ظہور اسلام کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے فلاحی ریاست قائم کی تھی جس میں مملکت کی پوری آمدنی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی تھی۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ٹیکسوں کے علاوہ زکوۃ تک کی مد میں وصول ہونے والی رقوم حکمران تعیش پر خرچ کر رہے ہیں۔ [٦]

علامہ غلام رسول سعیدی کی رائے

پاکستان کے بینکوں میں جو مسلمانوں کا روپیہ رکھا ہوا ہے حکومت ہر سال اس سے زکوۃ کاٹ لیتی ہے اور یہ اموال باطنہ سے جبراً زکوۃ وصول کرنا ہے۔ علامہ شامی کی اس تحقیق کے اعتبار سے یہ زکوۃ ادا نہیں ہوئی کیونکہ اموال باطنہ سے جبراً زکوۃ وصول کرنے کا ظالم حکومت کو اختیار نہیں ہے۔ اموال ظاہرہ سے حکومت جبراً زکوۃ وصول کر لے تو اس کے ادا ہونے میں تو اختلاف ہے لیکن اموال باطنہ میں اتفاق ہے کہ ظالم حکومت اگر جبراً زکوۃ

وصول کرے تو وہ ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ ظالم سلطان کے متعلق تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس پر لوگوں کے حقوق ہیں کہ اس کے پاس جو بھی مال ہے وہ دوسروں کا ہے وہ حقیقت میں فقیر ہے۔ اس لئے اس کو زکوۃ ادا کرنے کی نیت کرلی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی لیکن حکومت تو فقیر نہیں ہے، اس لئے اس کو زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت صحیح نہیں ہے کیونکہ حکومت یا بینک فقیر نہیں ہے۔ اور اس لئے کہ حکومت یا بینک کو اموال ظاہرہ سے زکوۃ وصول کرنے کا اختیار ہے اور اموال باطنہ سے زکوۃ وصول کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اس لئے بینک سے جو زکوۃ وضع کی جاتی ہے اس سے دینے والے کی زکوۃ شرعاً ادا نہیں ہوتی اور اس پر واجب ہے کہ وہ دوبارہ زکوۃ ادا کرے۔ [۷]

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بینکنگ کا نظام موجود ہے۔ جہاں لوگوں کے سرمائے کا بڑا حصہ رکھا جاتا ہے اور روپے کی مقدار کا پتہ لگانا آسان ہوتا ہے اس کے لئے نہ خانہ کی تلاشی کی ضرورت ہوتی ہے نہ نجی امور میں مداخلت کی۔ اس لئے کہ جس علت کی بناء پر اسے اموال باطنہ میں شمار کیا گیا تھا وہ علت ختم ہو چکی ہے لہذا بینک ان سرمایوں سے وصول کر سکتا ہے۔ [۸]

مفتی محمد تقی عثمانی کی رائے

موجودہ دور میں بینک اکاؤنٹس کو اموال ظاہرہ میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل یہ کہ آنحضرتؐ اور ابو صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد مبارک میں اموال مظاہرہ و باطنہ کی کوئی تفریق نہیں تھی بلکہ دونوں قسم کے اموال سے زکوۃ سرکاری سطح پر وصول کی جاتی تھی لیکن حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں جب قابل زکوٰۃ اموال کی کثرت ہوگئی اور آپ نے یہ محسوس فرمایا کہ اگر عاملین زکوٰۃ لوگوں کے گھروں اور دکانوں میں پہنچ کر ان کی املاک کی چھان بین کریں گے تو اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور اس سے ان کے مکانات، دکانوں، اور گوداموں، اور محفوظ شخصی مکانات کی نجی حیثیت مجروح ہوگی تو آپ نے فیصلہ فرمایا کہ صرف ان اموال کی زکوۃ حکومت کی سطح پر وصول کی جائے جن کی زکوۃ وصول کرنے میں یہ مضرت لاحق نہ ہو یعنی اموال مظاہرہ میں نہ کہ اموال باطنہ میں ان کی زکوۃ کی ادائیگی خود مالکان کی ذمہ داری قرار دے دی۔ بعد میں جب عمر بن عبد العزیزؒ کا دور آیا تو انہوں نے شہروں کے باہر ایسی چوکیاں مقرر فرما دیں کہ جب کوئی شخص مال تجارت لیکر وہاں سے گزرے تو اس سے وہیں زکوۃ وصول کر لی جائے اس موقع پر شہر سے باہر جانے والے مال تجارت کو بھی اموال ظاہرہ میں شمار کر لیا گیا۔ کیونکہ اسکے لئے مکانات اور دکانوں کی تلاش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ [۹]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی رائے

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا ہے کہ زکوٰۃ کی کٹوتی کا موجودہ نظام غیر شرعی ہے اور اسلامی نظام کی بدنامی کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضیاء الحق کے مارشل لاء دور سے جاری نظام زکوۃ میں غریب اور بیواؤں کو قطاروں میں کونسلروں کے دفاتر میں دستخط کروا کے زکوۃ دینے سے وہ منگتے اور سائل بنا دیئے گئے جس سے انسانیت کی تذلیل کا تصور اور پہلو اُبھرا۔ [۱۰]

پاکستان کے دینی مدارس کے فتاویٰ

حکومت پاکستان کے نافذ کردہ نظام زکوٰۃ کے بارے میں مختلف دینی مدارس نے فتاویٰ دیئے ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہے:

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور

بینکوں سے زکوۃ کی کٹوتی کے حوالے سے چند امور وجوب زکوٰۃ، وجوب ادائے زکوۃ اور مصارف زکوۃ کا اجمالاً جاننا ضروری ہے:

1. وجوب زکوٰۃ کے لیے نصاب یا تو ثمن اصلی سونا اور چاندی کا نصاب ہے یعنی سونا بیس (۲۰) مثقال (7½ تولہ) یا چاندی دو سو (۲۰۰) درہم (52½ تولہ) یا سامان تجارت یا مروجہ کرنسی جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے۔ ان تمام کے لیے ماسوائے سونے اور چاندی کے ضروریات سے زائد ہونا شرط ہے۔ (ضروریات روٹی، کپڑا اور مکان ہیں۔ نیز گاڑی، سواری وغیرہ بھی ضروریات میں آتی ہیں)۔
2. وجوب ادا تب ہی ہے جب حولان حول یعنی سال کا گزرنا پایا جائے، سال کے گزرنے سے پہلے ادا لازم نہیں ہے۔
3. زکوٰۃ عبادت مقصودہ ہے جب تک عبادت مقصودہ میں ادا کے ساتھ نیت نہ ہو مامور بہ ادا نہ ہو گا۔ جیسے نماز کے لیے بغیر نیت کے کھڑا ہو جائے اور قیام ورکوع کرتا ہے تو نماز نہ ہو گی وجہ انما الاعمال بالنیات ہے۔
4. زکوٰۃ کی ادائیگی مالِ حلال سے ہو گی۔ حدیث رسول ﷺ ہے:

لاَ يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ[۱۱]

"اللہ تعالیٰ صرف پاک مال سے صدقہ قبول فرماتا ہے"۔

5. مصارف زکوٰۃ میں زکوٰۃ صرف ہو تو ہی زکوٰۃ ادا ہو گی۔ یہ علم ہوتے ہوئے کہ فلاں مصرف زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے اگر زکوٰۃ دے دی تو ادا نہ ہو گی۔
6. زکوٰۃ کے مصرف کو مالک بنانا شرط ہے۔ اباحت سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، اس کی وجہ للفقراء میں لام تملیک کا ہے۔ فتح القدیر میں ہے:

وَلَا يُبْنَى بِهَا مَسْجِدٌ وَلَا يُكَفَّنُ بِهَا مَيِّتٌ لِانْعِدَامِ التَّمْلِيكِ وَهُوَ الرُّكْنُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَمَّاهَا صَدَقَةً، وَحَقِيقَةُ الصَّدَقَةِ تَمْلِيكُ الْمَالِ مِنْ الْفَقِيرِ [۲]

"اس سے نہ مسجد کی تعمیر کی جائے گی، نہ ہی میت کو کفن پہنایا جائے گا کیوں کہ اس میں تملیک مفقود ہے جب کہ وہ رکن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے صدقہ کے نام سے موسوم کیا ہے اور صدقہ کی حقیقت ہے مال کو فقیر کی ملکیت میں دے دینا"۔

مذکورہ بالا امور کو پیش نظر رکھ کر بینک سے کاٹی گئی زکوٰۃ کی ادائیگی نہ ہو گی جس کی وجہ ایک تو صاحب مال کی نیت کا نہ ہونا، دوسرے زکوٰۃ کا سود کی رقم سے کاٹا جانا، تیسرے مصارف پر خرچ نہ کرنا، چوتھے تملیک کا نہ ہونا، پانچویں سال کا نہ گزرنا۔ نیز ان حسابات سے بھی زکوٰۃ کاٹ لینا جن پر زکوٰۃ نہیں ہوتی مثلاً رقم مکان بنانے کے لیے رکھی تھی یا کسی کی امانت رکھی تھی وغیرہ۔ [۳] [۱]

دارالافتاء جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

جب زکوٰۃ مستحق افراد تک نہ پہنچ رہی ہو بینک سے زکوٰۃ کٹوتی کروانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مستحق افراد کا ذکر فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾

"صدقات تو صرف فقراء اور مساکین اور صدقات جمع کرنے والے اہل کاروں اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کے دلوں تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کو آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر (حکم) ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے"۔

1. درج بالا مصارف میں سے "مولفة القلوب" ساقط ہو گئے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

وقد سقط منها المؤلفة قلوبهم لأن الله تعالى أعز الإسلام وأغنى عنهم وعلى ذلك انعقد الإجماع[۱۵]

"ان میں سے مولفة القلوب ساقط ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بلند کر دیا اور مسلمان مولفة القلوب سے بے نیاز ہو گئے اور اس بات

پر مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا ہے"۔

2. زکوٰۃ انہی مستحق افراد کو دی جائے گی نہ کہ بینک میں کٹوتی کروائی جائے گی جہاں سے خورد برد کے ذریعے کچھ حرام خور افراد زکوٰۃ کا مال حاصل کرلیں اور اپنی جائدادیں بنالیں۔

3. اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر وطن عزیز میں صرف زکوٰۃ کا نظام ہی درست کر دیا جائے تو یقیناً غربت وافلاس کے احسن طریقے سے خاتمہ ہو سکتا ہے اور ہم ہر گز کسی کے دست نگر نہ رہیں۔

4. زکوٰۃ کا مال غلط ہاتھوں میں جانے کی وجہ سے بینکوں کے ذریعے ہماری زکوٰۃ کی کٹوتی شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ اس وقت ادا ہو گی جب کسی کو زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنایا جائے، اور مالک تو مستحق افراد ہی ہوں گے لہٰذا جو مستحق نہیں ہے وہ مالک نہیں بن سکتا تو ہماری زکوٰۃ کیسے ادا ہو گی۔

5. زکوٰۃ کے وجوب کی ایک شرط حولانِ حول ہے جس کے بغیر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ۔اس سے ثابت ہوا کہ سال گزرنے سے پہلے کسی پر بھی زکوٰۃ ادا کرنے ضروری نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے حولان حول سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کر دے تو جائز ہے۔ مولانا امجد علی نے بہارِ شریعت میں لکھا ہے:"مالک نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کر سکتا ہے بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے"۔[18]

لہٰذا سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ کی رقم کاٹ لینا سراسر زیادتی ہے۔ رقم بینک سے نکلوا کر حساب کرنے کے بعد کسی دینی ادارے کو یا مستحق افراد کو زکوٰۃ کی رقم دینا لازم اور ضروری ہے۔ ورنہ بینک کی طرف سے کٹوتی کے بعد آپ کو پھر نئے سرے سے زکوٰۃ ادا کرنا پڑے گی۔ بینکوں کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے کہ وہ لوگوں کی ذاتی، قرض کی یا امانت کی رقوم سے کٹوتی کریں، یہ رقوم اُن کے پاس امانت ہیں۔ ان کا کام اس کی حفاظت کرنا ہے اور بس جیسے کرنٹ اکاؤنٹ میں ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا صورت حال کے پیش نظر ہمارے لیے شرعاً لازم ہے کہ ہم خود اپنی رقم نکلوا کر مکمل حساب کتاب کے بعد مستحق افراد تک زکوٰۃ پہنچائیں تاکہ ہم شرعی طور پر عہدہ برآ ہوں۔ غرباء و مساکین اور نادار لوگوں کی خدمت کر کے مطمئن ہوں۔[19]

دارالافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

ادائیگی زکوٰۃ کے فریضہ سے سبکدوشی کے لیے زکوٰۃ کی نیت کرنا شرط ہے۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ کی نیت کئے بغیر کسی مستحق کو مال دے دے یا اس سے کوئی شخص جبراً اس کی رضامندی کے بغیر کہہ کر رقم وغیرہ لے لے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

شریعت نے اموال زکوٰۃ کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے:

(الف) اموال ظاہرہ مثلاً تجارت کے جانور وغیرہ

(ب) اموال باطنہ مثلاً سونا، چاندی، نقد رقم

چونکہ بینک میں رکھی گئی رقم، سونا اور چاندی اموال باطنہ میں سے ہیں لہٰذا اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب مال کے ذمہ ہے۔ حکومت یا اس کی طرف سے مقررہ کردہ کمیٹی کو اس سے زکوٰۃ وصول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر بینک میں رکھی گئی رقم سے زبردستی زکوٰۃ وصول کرلی گئی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی اور صاحبِ مال پر اس مال کی زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنا ضروری ہو گا جیسا کہ ماقبل دلیل تحریر کی جا چکی ہے۔ زکوٰۃ اسی وقت ادا ہو گی جب کہ اسے اس کے مصارف اور مستحقین کو دیجائے۔ چونکہ بینک اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ مصارف میں زکوٰۃ نہیں پہنچاتا لہٰذا غیر مستحق کو زکوٰۃ کی رقم ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی اور اس صورت حال میں بینک سے زکوٰۃ کٹواتے رہنا بھی جائز نہیں۔

واضح رہے کہ بینک سے زکوٰۃ کٹوانے میں دیگر بہت سی خرابیوں کے علاوہ ایک خرابی صرف یکم رمضان المبارک کو مال کی مقدار دیکھنا بھی ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال پر سال گزرنا، آدمی کا مقروض نہ ہونا وغیرہ بھی ضروری ہے۔ لہٰذا اس جیسی دیگر بہت سی خرابیوں کی بنا پر بینک سے زکوٰۃ کٹوانا صحیح نہیں اور نہ ہی بینک والوں کا اس طرح کرنا جائز ہے۔ ایسی صورت حال میں آدمی کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ خود ہی ادا کرے ورنہ زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی سے وہ سبکدوش نہ ہوگا۔ اب جبکہ سُنی حنفیوں کے لیے بھی قانوناً اپنے اموال سے زکوٰۃ نہ کاٹے جانے کا استثناء کرالینا منظور ہو چکا ہے لہٰذا اگر بہ ضرورتِ حفاظت وغیرہ غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے کی ضرورت پڑ جائے تو زکوٰۃ سے متعلق استثناء کرا لیا جائے تاکہ بینک آپ کی رقم وغیرہ پر زکوٰۃ نہ کاٹے۔ بہ وقت ادائیگی زکوٰۃ وہاں سے رقم نکال کر زکوٰۃ ادا کی جائے۔

بینک کی طرف سے زکوٰۃ کاٹے جانے اور اس سے زکوٰۃ ادا ہونے کے لیے ایک ہی صورت ممکن ہے کہ آدمی رقم جمع کراتے وقت زکوٰۃ ادا کرنے کا اختیار اُن ذمہ دار حضرات کو دے دے اور وہ صاحبِ مال سے اجازت لینے کے بعد اصل رقم سے زکوٰۃ کاٹ کر مستحقین زکوٰۃ تک پہنچائیں۔ اگر صاحب مال سے اجازت نہیں لی گئی یا اصل اور سود دونوں کے مجموعہ سے زکوٰۃ کاٹ لی گئی یا غیر مستحقین کو زکوٰۃ کی رقم دی گئی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اصل رقم اور اس سے حاصل شدہ دونوں پر زکوٰۃ کاٹنے کی صورت میں وہ رقم سود سے شمار ہوگی اور اصل رقم پر زکوٰۃ کی ادائیگی دوبارہ واجب ہوگی۔ ایسی صورت میں آدمی کو اپنے زکوٰۃ مستحقین تک خود پہنچانا اور انہیں اس کا مالک بنانا ضروری ہے۔ البتہ مدارس وغیرہ میں زکوٰۃ دیتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ یہ رقم مستحق طلباء کو مالک بنا کر دی جائے۔ زکوٰۃ کی رقم کو مسجد کی تعمیر میں لگانا، سڑکیں بنانا، نہریں تیار کرانا جائز نہیں ہے کیونکہ ان تمام امور میں زکوٰۃ کے مال کی تملیک نہیں ہوتی۔ [2] [2]

دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی

بینکوں اور اسی طرح دوسرے سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں جمع شدہ رقم پر چونکہ قرض کی لغوی فقہی و شرعی تعریف صادق آتی ہے اس لیے اس پر قرض کے احکام جاری ہوں گے۔ لہٰذا بینک صاحبِ مال سے مقروض ہونے اور مقروض قرضدار کے مالِ قرض میں سے بلا اجازت نہ کسی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے نہ خود زکوٰۃ منہا کر سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کی اجازت کے بغیر دوسرے کی زکوٰۃ دے دی جب اس دوسرے کو بعد میں معلوم ہوا کہ کسی نے اُس کی جانب سے زکوٰۃ ادا کر دی ہے جو صاحبِ مال نے کاٹی ہوئی زکوٰۃ کی نیت کر کے اجازت دی تو یہ جائز نہیں ہے۔ لہٰذا بینک سے رقم نکلوا کر خود زکوٰۃ کے مستحقین کو دی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ بینک میں ایسا کھاتہ کھولا جائے جس میں زکوٰۃ کی کٹوتی نہیں ہوتی یا کرنٹ اکاؤنٹ کھولا جائے یا لاکر (Locker) لیکر اس میں رقم رکھی جائے تاکہ یہ الجھن پیدا نہ ہو۔ [3] [2]

علمائے کرام کی آراء اور فتاویٰ جات سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ بینکوں کے ذریعے زکوٰۃ کی کٹوتی کے بارے میں مختلف نقطہ ہائے نظر ہیں۔ لیکن اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی جائز نہیں ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ

سپریم کورٹ آف پاکستان نے اہل تشیع کی طرح اہل سنت کو بھی یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ سرکاری مالیاتی اداروں سے زکوٰۃ کی کٹوتی سے اپنے کو بچانا چاہیں اور خود زکوٰۃ ادا کرنا چاہیں تو وہ بینک سے اس سلسلہ کا مخصوص فارم حاصل کر کے اور اسے متعلقہ بینک میں جمع کرا کے خود کو اس سے مستثنیٰ قرار دے سکتے ہیں۔ زکوٰۃ اور عشر کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ حاصل کرنے کے لیے اہل سنت وجماعت کو اپنا مذہب تبدیل کر کے جھوٹا حلف نامہ داخل کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ جس طرح کے ماضی میں انہیں خود کو فقہ جعفریہ کا پیروکار ظاہر کرنے پر ہی چھوٹ میسر ہوا کرتی تھی۔ یہ

انتہائی خوش کن اقدام ہے کہ معزز عدالت عظمیٰ پاکستان نے ۹ مارچ ۱۹۹۹ء کو متعلقہ تینوں فریق نمبر (۱) حکومت پاکستان، (۲) این آئی ٹی اور (۳) نیشنل بینک آف پاکستان کی اپیل نمبر ۴۲۶ / ۹۲ خارج کر کے عدالت عالیہ سندھ کراچی کے فیصلے ۲۶ مارچ ۱۹۹۱ء کی توثیق کر دی کہ زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس کی رو سے تمام فقہوں کے پیروکار یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمین زکوٰۃ اور عشر کی لازمی کٹوتی سے اسی طرح چھوٹ حاصل کر سکتے ہیں جیسے فقہ جعفریہ کے ماننے والے بیس برس سے بحیثیت ایک "فرقہ" حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور واضح رہے کہ عوام کو یہ غلط تاثر دے دیا گیا تھا کہ یہ رعایت قانون میں صرف (۱) شیعہ اثناء عشری، (۲) شیعہ بوہرہ، (۳) شیعہ داؤدی بوہرہ کو دی گئی تھی۔ بہر حال اب اسلام کی کسی بھی مسلمہ فقہ کے ماننے والے یکم رمضان المبارک سے تین ماہ قبل مقررہ طریقہ پر حلف نامہ (Declaration) فارم CZ-50 پر داخل کر کے قانون میں دی ہوئی رعایت سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اس فیصلہ میں جسٹس عبدالرحمٰن اور جسٹس حسین عادل کھتری نے تمام فریقین کے دلائل کا بغور جائزہ لینے کے بعد اپنے فیصلے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ "یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ ایک طرف اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے کہنے پر زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثنا کے سلسلہ میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے لیے زکوٰۃ و عشر آرڈیننس میں یکساں قانون بنایا گیا اور دوسری طرف بڑی ہوشیاری سے خفیہ طور پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے شیعہ مسلمانوں کی طرف سے داخل کردہ اقرار نامے کو قبول کرنے کے انتظامی حکم نامے جاری کئے گئے جبکہ حنفی مسلمانوں کی طرف سے داخل کیا گیا اسی طرح کا اقرار نامہ مسترد کر دیا گیا جس سے سنی مسلمانوں کی جو کہ ملک کی کل آبادی کا ۹۰ فیصد ہیں سخت دل آزاری ہوئی اور آرڈیننس کے تحت زکوٰۃ وضع کرنے کے طریق کار پر ملک کے موقر اخبارات میں آواز اٹھائی گئی اور اداریے لکھے گئے۔ چنانچہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ نہ صرف زکوٰۃ و عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی ہے بلکہ آئین کے تحت فراہم کئے گئے بنیادی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔ مدعا علیہان کے تمام حقائق تسلیم کر لینے اور واضح قانون کی موجودگی میں ہم یہ قرار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ دوسرے تمام مسالک کی طرح فقہ حنفیہ اور اس کے پیروکار بھی زکوٰۃ و عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء کی دفعہ نمبر ۱۰ کی ذیلی دفعہ (۳) اور اس کے قواعد وضوابط اور زکوٰۃ و عشر کے رولز کے تحت زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء لے سکتے ہیں اور انہیں اس حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

فیصلہ میں مزید کہا گیا کہ مدعا علیہان کی طرف سے زکوٰۃ و عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء کے قواعد وضوابط زکوٰۃ و عشر رولز اور ان کے تحت جاری کیا گیا کوئی بھی نوٹیفکیشن ہمارے علم میں نہیں لایا گیا جس میں خاص طور پر فقہ جعفریہ کے پیروکار مسلمانوں کو ہی زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء دیا گیا ہو البتہ آرڈیننس کی ذیلی دفعہ (۳) بالکل صاف اور واضح ہے اور اس میں تمام تسلیم شدہ فقہوں کا ذکر کیا گیا ہے اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کو استثناء نہیں دیا جاسکتا۔ لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مدعا علیہان کو کسی بھی حنفی مسلمان کی طرف سے داخل کئے گئے اقرار نامہ کو مسترد کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر یہ اقرار نامہ مجوزہ طریقہ کار اور مقررہ مدت کے اندر داخل کیا گیا ہو چونکہ یہ اختیار صرف وفاقی شرعی عدالت کو قانون نے تفویض کیا ہے لہٰذا مدعا علیہان کی طرف سے درخواست گزار کے داخل کئے گئے اقرار نامہ کو مسترد کرنے اور اس کے این آئی ٹی یونٹس کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے استثنیٰ نہ دینے کے عمل کو عدالت میں غیر قانونی اور اختیارات سے تجاوز قرار دیتی ہے اور ان کا یہ عمل سراسر قانون کے خلاف ہے ان وجوہات کی بناء پر ہم نے ۲۶ مارچ ۱۹۹۱ء کو جو مختصر فیصلہ دیا تھا آسانی کے لیے اسے ذیل میں دوبارہ دہرایا جارہا ہے۔

ان تمام وجوہات کی بنا پر جو کہ ریکارڈ پر موجود ہیں ہم اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے قرار دیتے ہیں کہ ایسے کسی شخص کے اثاثہ جات سے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی نہیں کی جائے گی جو مقررہ مدت کے اندر اندر زکوٰۃ انتظامیہ کے پاس مروجہ قوانین کے تحت یہ حلفیہ اقرار نامہ داخل کرے

کہ وہ مسلمان ہے اور تسلیم شدہ فقہوں میں سے کسی ایک فقہ کا پیروکار ہے۔ جس کا ذکر اقرار نامہ میں کیا گیا ہے اور جس کے تحت وہ زکوٰۃ و عشر آرڈی ننس ۱۹۸۰ء کے قواعد کے مطابق پوری یا کسی ایک حصہ کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا پابند نہیں ہے ہم یہ بھی قرار دیتے ہیں کہ وزارت مالیات حکومت پاکستان کی سینٹرل زکوٰۃ عشر انتظامیہ کی طرف سے پریذیڈنٹ نیشنل بینک آف پاکستان اور این آئی ٹی کے ٹرسٹی کو لکھے گئے ۲۱ نومبر اور ۷ مارچ ۱۹۸۳ء کے خفیہ حکم ناموں میں جو ہدایات دی گئی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ این آئی ٹی کی طرف سے لکھے گئے ۵ ستمبر ۱۹۸۹ء کے خط جس میں یہ کہا گیا کہ فقہ حنفیہ کے پیروکار کا زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے مستثنیٰ نہیں ہیں، غیر قانونی ہیں اور بغیر کسی قانونی جواز کے اور بے تک، اس لیے ہم مدعا علیہان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ درخواست گزار کا اقرار نامہ قبول کریں اور اس کے تصرف میں این آئی ٹی یونٹس کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ قرار دیں۔ سُنی حضرات درج ذیل حلف نامہ اپنے بینک میں جمع کرا کر بینکوں کے ذریعے زکوٰۃ کی کٹوتی سے بچ سکتے ہیں۔[4] ۲

نابالغ کے مال سے زکوٰۃ کی کٹوتی

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وجوبِ زکوٰۃ کے لیے صاحب نصاب کا عاقل و بالغ ہونا شرط ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک نابالغ اور فاتر العقل کے مال پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ زکوٰۃ آرڈیننس میں چونکہ بالغ یا نابالغ کے اکاؤنٹس میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے اس لئے اس میں غالباً شافعی مسلک اختیار کیا گیا ہے اور لوگوں کے موجودہ حالات کے پیش نظر اگر ضرورت داعی ہو تو اسکی گنجائش ہے۔[5]

میراث کے مال سے زکوٰۃ کی کٹوتی

بینک اکاؤنٹس میں بعض اموال ایسے ہوسکتے ہیں جو کسی مرحوم شخص کا ترکہ ہو چونکہ مرحوم کے انتقال کے ساتھ ہی ان اموال پر ورثاء کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ اور ورثاء میں سے ہر ایک کا صاحب نصاب ہونا ضروری نہیں اس لئے اس مال سے بھی زکوٰۃ وصول کرنا درست نہیں ہو گا۔ لہذا آرڈیننس میں یہ استثناء بھی ہونا چاہیے کہ جو شخص زکوٰۃ وضع کرنے کے دن انتقال کر چکا ہو اس کے اکاؤنٹ سے زکوٰۃ وضع نہیں کی جائے گی۔ [6]

خلاصہ

درج بالا حقائق کے پیش نظر مذہبی سمجھ بوجھ رکھنے والا ہر شخص یہ سوال کرتا نظر آتا ہے کہ اس قدر بے قاعدگیوں کے باوجود عوام کا بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کٹواتے رہنا جائز ہے یا نہیں؟ ہم نے اس مسئلہ کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے اس کے تمام پہلوؤں پر غور کیا تو ہمیں اس نظام میں بہت ساری خامیاں محسوس ہوئیں جن کا تدارک بہت ضروری ہے۔ ان خامیوں کی بناء پر سرکاری نظام وصولی و تقسیم زکوٰۃ پر عدم اعتماد ایک فطری بات ہے۔ چنانچہ جب صورت حال یہ ہو کہ نہ تو زکوٰۃ کی کٹوتی کے وقت شرعی حدود و قیود کی پاسداری کی جاتی ہو، نہ اصل زر اور سود میں تفریق کی جاتی ہو، نہ تقسیم و صرف میں شرعی حدود کا لحاظ رکھا جاتا ہو اور اس پر مستزاد یہ کہ حکومت کے زیر تحویل زکوٰۃ فنڈ میں خورد برد کی داستانیں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہوں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اموال ظاہرہ و باطنہ کا خود حساب کر کے اپنی زکوٰۃ کی تشخیص خود کرے اور پوری زکوٰۃ شرعی حکم کے مطابق نکال کر قرآن و سنت کے بیان کردہ مصارف پر صرف کرے اور بینکوں کے ذریعے زکوٰۃ کی کٹوتی و ادائیگی سے اپنا دامن بچائے۔

نتائج وسفارشات

1. بینک یکم رمضان المبارک کو کھاتہ داروں (Accounts Holders) کے کھاتہ سے زکوٰۃ وضع کرلیتا ہے اور اس بات کا خیال نہیں کرتا کہ اکاؤنٹ میں موجود رقم پر سال گزرا ہے یا نہیں۔
2. بینک یہ بھی معلوم نہیں کرتا کہ اکاؤنٹ میں موجود رقم مال حلال ہے یا مال حرام۔

3. بینک یہ بھی معلوم نہیں کرتا کہ اکاؤنٹ میں موجود رقم قرض کی تو نہیں ہے۔
4. بینک کو اس سے بھی سروکار نہیں کہ کھاتہ دار کے کھاتہ میں موجود رقم اس کی اپنی ہے یا کسی کی امانت۔
5. بینک کھاتہ داروں کی اجازت کے بغیر ان کے کھاتہ سے زکوٰۃ کاٹ لیتا ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔
6. بینکوں کے ذریعے کاٹی گئی زکوٰۃ، مرکزی زکوٰۃ کونسل کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتی ہے جہاں سے اس کی تقسیم کا عمل شروع ہوتا ہے اور اس میں بہت سی بے قاعدگیاں پائی جاتی ہیں۔
7. تقسیم زکوٰۃ میں خورد برد کی خبریں عام ہیں اور عمومی تاثر یہی ہے کہ مال زکوٰۃ صحیح مصارف پر خرچ نہیں ہوتا۔
8. پاکستان میں رائج زکوۃ کی وصولی کے نظام پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔
9. بینکوں سے زکوۃ کی زبرردستی وصولی ناجائز عمل ہے جس کی روک تھام ضروری ہے۔
10. وفاقی حکومت اگر اموال ظاہرہ میں سے زکوۃ کی وصولی کا درست نظام نافذ کر دے تو اس سے ہی حکومت کو خطیر رقم اور مال حاصل ہو سکتا ہے جسے شرعی قواعد کے مطابق تقسیم کر کے عوام کی حالت بہتر کی جا سکتی ہے۔

حوالہ جات

---

[1]۔ زکوٰۃ مینوئل، مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ، وزارت خزانہ حکومت پاکستان، اسلام آباد، اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۸۸۔۹۰ (c)

Zakat Manual, Government of Pakistan, 1983,P 88-90 C

[2]۔ وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان، اسلام آباد

Ministry of Religious Affairs Pakistan

[3]۔ زکوٰۃ مینوئل، ص: ۵۰۔۵۳ (c)

Zakat Manual, Government of Pakistan, 1983,P 88-90 C

[4]۔ شامی، ابن عابدین محمد امین، ردالمحتار، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ، ج ۳، ص ۲۹۹۔۳۰۰

Shami, Ibn_e_ Aabidin, Raddul Muhtar, Bairut, 1419 A.H, Vol. 3, P 299-300

[5]۔ روزنامہ جسارت، ۲۷ فروری، ۱۹۹۴ء

Jasarat Newspaper, 27.2.1994

[6]۔ ایضاً، ۴ فروری ۱۹۹۶ء

Ibd

[7]۔ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ج ۱۰، ص ۱۲۶

Saeedi, Ghulsm Rasool, Tibyan_ul_ Quran, Vol. 10, P 126

[8]۔ رحمانی، خالد سیف اللہ، کتاب الفتاویٰ، زمزم پبلشرز، کراچی ۲۰۰۸ء، ج ۳، ص ۳۴۵

Rehmani, Khalid Saifullah, Kitaul Fatawa, Vol. 3, P 345

۹۔ عثمانی، محمد تقی، فقہی مقالات، میمن اسلامک پبلشرز، کراچی، ۲۰۱۶ء، ج ۲، ص ۷۱

Usmani, Muhammad Taqi, Fiqhi Maqalaat, Vol. 2, P 71

۰ ۱۔ روزنامہ جسارت، ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء

Jasarat Newspaper, 18.12. 1995

۱ ۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبۃ الشاملۃ، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب، حدیث: ۱۴۱۰

Bukhari, Muhammad Bin Ismaeel, Al_jami Al_Sahih, Hadith: 1410

۲ ۱۔ ابن ہمام، کمال الدین محمد، فتح القدیر، دارالفکر، بیروت، ۱۴۳۴ھ، ج ۲، ص ۲۶۷

Ibn_ e_ Hummam, Fathul Qadeer, Vol. 2, P 267

۳ ۱۔ دارالافتاء جامعہ نعیمیہ، لاہور، غیر مطبوعہ فتاویٰ

Darul Ifta, Jamia Naeemia, Lahore

۴ ۱۔ سورۃ التوبہ ۹:۶۰

Surah Al_Toubah, 9: 60

۵ ۱۔ المرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الھدایۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج ۱، ص ۱۱۰

Al_ Murginani,Al_Hidayah, Vol. 1, P 110

۶ ۱۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۱۲

Ibd

۷ ۱۔ ایضاً، ج ۱، ص ۹۵

Ibd

۸ ۱۔ محمد امجد علی، بہار شریعت، شبیر برادرز، لاہور، ۱۹۹۶ء، ج ۱، ص ۳۶۶

Muhammad Amjad Ali, Bahar_e_ Shariat, Vol. 1, P 366

۹ ۱۔ دارالافتاء جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد، غیر مطبوعہ فتاویٰ

Darul Ifta, Jamia Qadiria, Faisalabad

۲۔ شامی، ابن عابدین، ردالمحتار، ج ۲، ص ۲۹۱

Shami, Ibn_e_ Aabidin, Raddul Muhtar, Vol. 2, P 291

۲۔ الکاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن مسعود بدائع الصنائع، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۸ھ، ج ۲، ص ۴۳

Al Kasani, Bidae_ul_Sanae, Vol. 2, P 43

[۲]۔ برہان پوری، محمد نظام، فتاویٰ عالمگیری، دارالفکر، بیروت، ۱۴۳۴ھ، ج۵، ص ۳۴

Burhan Puri, Muhammad Nizam, Fatawa Alamgiri, Vol. 5, P 34

[۲]۔ دارالافتا جامعہ فاروقیہ، کراچی، غیر مطبوعہ فتاویٰ

Darul Ifta, Jamia Farooqia, Karachi

[۲]۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ ۱۹۹۹ء

Supreme Court of Pakistan, PLD, 1999

[۲]۔ عثمانی، محمد تقی، فتاویٰ عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۴ء، ج۲، ص ۹۰

Usmani, Muhammad Taqi, Fatawa Usmani, Vol. 2, P 90

[۲]۔ ایضاً

Ibd